فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 97 | جمعۃ المبارک 23 جمادی الاولی 1442ھ 08 جنوری 2021ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ**: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ**: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ**: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ**: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سجدۂ تلاوت کا حکم

سوال: (۱) سجدۂ تلاوت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (۲) خاص طور پر حفظِ قرآن کے طلبہ کے لیے، اگر اس وقت سجدہ نہ کیا اور بعد میں بھول گئے، تو اس حوالے سے بھی رہنمائی فرمادیں۔

جواب: (۱) قرآن کریم میں چودہ مقامات پر آیاتِ سجدہ ہیں، ان کو تلاوت کرنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، تین، پانچ یازائد مرتبہ تسبیحات پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے، بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ تلاوت کے فوراً بعد سجدہ کرلیا جائے، بلاعذر تاخیر کرنا مکروہِ تنزیہی ہے، کیونکہ اس میں بھول جانے کا خطرہ ہے۔ اگر کسی کے ذمے بہت سے سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں، تو اکٹھے ان کو ادا کرنا بھی جائز ہے، فرصت نکال کر ادا کرلینا چاہیے، اگر فرصت نہیں ملی موت کا وقت قریب آ گیا، تو فدیہ کی وصیت کرے۔

(۲) نابالغ بچوں پر سجدہ تلاوت واجب نہیں، تاہم اساتذہ کرام کو چاہیے ان کو سجدہ کی عادت ڈلوائے۔

وأما بيان من تجب عليه فكل من كان أهلا لوجوب الصلاة عليه إما أداء أو قضاء فهو من أهل وجوب السجدة عليه ومن لا فلا؛ لأن السجدة جزء من أجزاء الصلاة فيشترط لوجوبها أهلية وجوب الصلاة من الإسلام، والعقل، والبلوغ، والطهارة من الحيض والنفاس حتى لا تجب على الكافر والصبي والمجنون والحائض والنفساء قرءوا أو سمعوا؛ لأن هؤلاء ليسوا من أهل وجوب الصلاة عليهم. (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ۱۸۶/۱)

(قوله وتجب بتلاوتهم) أي وتجب على من سمعهم بسبب تلاوتهم ح. (قوله يعني المذكورين) أي الأصم والنفساء وما بينهما (قوله خلا المجنون) هذا ما مشى عليه في البحر عن البدائع. قال في الفتح: لكن ذكر شيخ الإسلام أنه لا يجب بالسماع من مجنون أو نائم أو طير لأن السبب سماع تلاوة صحيحة وصحتها بالتمييز، ولم يوجد وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي، فليكن هو المعتبر إن كان مميزا وجب بالسماع منه وإلا فلا اه. واستحسنه في الحلية. (حاشية ابن عابدين (۱۰۷/۲)

(وهي على التراخي) على المختار ويكره تأخيرها تنزيها (الدر المختار، ۱۰۹/۲)

قلت: لكن سيذكر الشارح في الحج الإجماع على أنه لو تراخى كان أداء مع أن المرجح أنه على الفور ويأثم بتأخيره فهو نظير ما هنا تأمل. (قوله تنزيها) لأنه بطول الزمان قد ينساها، ولو كانت الكراهة تحريمية لوجبت على الفور وليس كذلك. (وحاشية ابن عابدين، ۱۰۹/۲)

اسٹیٹ لائف انشورنس پالیسی لینا

سوال: تقریبا بیس سال پہلے میں نے اسٹیٹ لائف انشورنس کی پالیسی لی، لینے کی وجہ یہ تھی کہ میری پرائیوٹ نوکری تھی، جس میں کوئی پینشن یا گریجوٹی نہیں تھی، تو میرا خیال یہ تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ بچت ہوتی رہے گی اور آخر میں ایک بڑی رقم بن جائے گی، تو استعمال میں آجائے گی۔ اور اسٹیٹ لائف کی پالیسی لیتے وقت میں نے اس کے بارے میں معلومات لی تھی، تو میرا علم یہ تھا کہ اگر اس میں فکس منافع ہو تو سود ہوتا ہے، ورنہ نہیں، اور اس وقت وہ فکس نہیں تھا، بلکہ متغیر تھا، اور نہ میں نے ان کو قرض دیا، بلکہ پیسے کاروبار میں انویسٹ کے لیے دیے، کیا یہ رکھنا صحیح ہے، یا اس کو ختم کر دینا چاہیے، اگر رخصت کی کوئی صورت ہوجائے تو اچھی بات ہے۔

جواب: محض منافع کی شرح مقرر ہوجانے سے کسی کاروبار کا جواز ثابت نہیں ہوتا، بلکہ کاروبار کے جائز ہونے کے لیے کچھ اور بھی شرعی قواعد اور تقاضے ہوتے ہیں، جن کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، اور مروجہ انشورنس میں ان کی رعایت نہیں رکھی جاتی، کیونکہ انشورنس کمپنی کی طرف سے انشورنس کرانے والے کو بعض خطرات سے حفاظت اور بعض نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے، اور کمپنی اس سے ایک متعینہ رقم قسط وار وصول کرتی ہے، اور ایک معینہ مدت کے بعد اسے یا اس کے پسماندگان کو حسبِ شرائط واپس کرتی ہے، اگرچہ کمپنی یہ کہتی ہو کہ یہ مضاربہ وغیرہ ہے، اور آپ کی رقم ہم اپنے کاروبار میں لگاتے ہیں اور اس کا نفع آپ کو دیتے ہیں، مگر حقیقت میں اُن سے کیا گیا معاہدہ شرعاً نہ مضاربہ ہوتا ہے، نہ اجارہ، بلکہ قرض، سود اور جوئے پر مبنی معاملہ طے کیا جاتا ہے، اور

کمپنی فیصد کے حساب سے مزید کچھ رقم بطورِ سود دیتی ہے، جس کی شرعاً کوئی اجازت نہیں۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آپ کے لیے اسٹیٹ لائف انشورنس کی پالیسی لینا جائز نہیں تھا، لیکن لاعلمی میں آپ نے لے لی، اب آپ کے لیے حکم یہ ہے کہ معاملے کو ختم کردیں۔ اس صورت میں کمپنی سے جو رقم وصول ہو، اس میں سے آپ کی جمع کردہ رقم کا استعمال آپ کے لیے حلال ہے، اس سے زائد رقم کا استعمال حلال نہیں، بلکہ زائد رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردینا لازم ہے۔

باب الربا هو لغة: مطلق الزيادة. وشرعا: (فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة والبيوع الفاسدة. فكلها من الربا فيجب رد عين الربا قائما لا رد ضمانه لأنه يملك بالقبض. (الدر المختار شرح تنوير الأبصار، ص: ۴۳۰)

(كل قرض جر نفعًا حرام) أي: إذا كان مشروطًا كما علم مما نقله عن بحر، وعن الخلاصة، وفي الذخيرة: وإن لم يكن النفع مشروطًا في القرض، فعلى قول الكرخي لا بأس... ثم رأيت في جواهر الفتاوى: إذا كان مشروطًا صار قرضًا فيه منفعة وهو ربا، وإلا فلا بأس به. (رد المحتار، ۴۱۳/۷)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر، وعن بيع الحصاة (سنن ابن ماجه (۷۳۹/۲)

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه (رد المحتار، ۹۹/۵)

رضاعی بہن کی بیٹی سے نکاح کا حکم

سوال: میری والدہ نے میری پھوپھو کو، مجھے اور میرے بیٹے کو دودھ پلایا ہے، مجھے اور میری پھوپو کو تقریباً ۱۹ سال قبل اور پھر ۱۹ سال بعد میرے بیٹے کو دودھ پلایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ میرے بیٹے (جس نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے) کی شادی میری پھوپھو (جنھوں نے اپنی بھابھی کا دودھ پیا ہے) کی بیٹی سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں سائل کے بیٹے اور سائل کی پھوپھو کے درمیان رضاعی بہن بھائی کا رشتہ ہے اور جس طرح نسبی بہن کی بیٹی سے نکاح ناجائز ہے، اسی طرح رضاعی بہن کی بیٹی سے بھی نکاح ناجائز ہے۔ لہٰذا سائل کے بیٹے کا نکاح سائل کی پھوپھو کی بیٹی سے کرنا جائز نہیں۔

(قوله ما يحرم من النسب) معناه أن الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب، فشمل زوجة الابن والأب من الرضاع لأنها حرام بسبب النسب فكذا بسبب الرضاع، وهو قول أكثر أهل العلم، كذا في المبسوط بحر. الدر المختار وحاشية ابن عابدين / رد المحتار، (۲۱۳/۳)

ایزی پیسہ اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے پر نفع

سوال: سوال یہ ہے کہ کیا ایزی پیسہ میں رقم رکھنے سے روزانہ کی بنیاد پر جو مطلوبہ رقم پر کیش بیک کے نام سے reward (فائدہ) دیا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے، کیونکہ ۲ ماہ کے اندر میں نے بہت ہی کم ٹرانزیکشنز کی ہے، جس مد میں مجھے ۱۹۶ روپے مل چکے ہیں، اسی طرح ریوارڈ کی مد میں مفت منٹس اور ایس ایم ایس دیے جاتے ہیں، منٹس اور ایس ایم ایس نا چاہتے ہوئے بھی خودکار نظام کے تحت استعمال میں آجاتے ہیں، کیا یہ سب کے سب حرام ہیں، یا ان کو استعمال کرنا جائز ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

جواب: ایزی پیسہ اکاؤنٹ میں جو رقم رکھی جاتی ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے، اور ایزی پیسہ اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے پر یا اس کے ذریعے ٹرانزیکشنز کرنے پر کمپنی کی طرف سے جو reward کے نام سے فائدہ دیا جاتا ہے، یا اکاؤنٹ میں رہنے والی مخصوص رقم پر ملنے والے فری منٹس، ایس ایم ایس وغیرہ یہ سب بھی قرض پر منفعت ہے، جو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ لہٰذا اس اضافی رقم یا فری منٹس وغیرہ کا استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔ اگر کسی نے استعمال کرلیے، تو اندازہ کرکے اتنی رقم کمپنی کو واپس کردی جائے۔

وفي الأشباه كل قرض جر نفعا حرام فكره للمرتهن سكنى المرهونة بإذن الراهن. (الدر المختار، ۱۶۶/۵)

(قوله كل قرض جر نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر، وعن الخلاصة وفي الذخيرة وإن لم يكن النفع مشروطا في القرض، فعلى قول الكرخي لا بأس به (حاشية ابن عابدين، ۱۶۶/۵)

قال الكرخي في مختصره في كتاب الصرف وكل قرض جر منفعة لا

يجوز مثل أن يقرض دراهم غلة على أن يعطيه صحاحا أو يقرض قرضا على أن يبيع به بيعا؛ لأنه روى أن كل قرض جر منفعة فهو ربا، وتأويل هذا عندنا أن تكون المنفعة موجبة بعقد القرض مشروطة فيه، وإن كانت غير مشروطة فيه فاستقرض غلة فقضاه صحاحا من غير أن يشترط عليه جاز، وكذلك لو باعه شيئا، ولم يكن شرط البيع في أصل العقد جاز ذلك، ولم يكن به بأس إلى هنا لفظ الكرخي في مختصره، وذلك؛ لأن القرض تمليك الشيء بمثله فإذا جر نفعا صار كأنه استزاد فيه الربا فلا يجوز؛ ولأن القرض تبرع وجر المنفعة يخرجه عن موضعه، وإنما يكره إذا كانت المنفعة مشروطة في العقد. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي، ۲۹/۶)

محرم الحرام کے روزے کی احادیث کی سندی حیثیت

سوال: محرم الحرام کے روزے کی احادیث کے حوالے سے بتائیے کیا وہ صحیح ہیں یا ضعیف؟ کسی شیعہ ذاکر نے کہا کہ ان احادیث کے سارے راوی بچے تھے۔

جواب: محرم الحرام میں روزے رکھنے کی احادیث صحیح سند سے ثابت ہیں،

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفضل الصيام، بعد رمضان، شهر الله المحرم، وأفضل الصلاة، بعد الفريضة، صلاة الليل.

(مسلم، باب فضل صوم المحرم، ۱۶۹/۳)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے روزے ہیں، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے“۔

نیز محرم الحرام میں روزے رکھنے کے بارے میں سنن الترمذی، سنن ابی داؤد میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی منقول ہے۔ البتہ سنن ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: «شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ» (سنن ابن ماجه، باب صيام أشهر الحرم، ۵۵۴/۱)۔

اور دیگر کئی مصنفین نے بھی اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے، چنانچہ امام احمد نے مسند احمد، امام نسائی نے سنن النسائی، امام بیہقی نے سنن الکبری اور امام حاکم رحمہم اللہ نے مستدرک میں نقل فرمائی ہے، اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار بڑے صحابہ میں ہوتا ہے۔ اس لیے کسی کا یہ کہنا کہ ان احادیث کے سارے راوی بچے تھے درست نہیں۔ اسی طرح محدثین کے نزدیک اگر پانچ سال کا بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو اس کا حدیث کو یاد کرنا معتبر مانا جاتا ہے، البتہ حدیث کو بیان کرنے میں اس کا اعتبار تب مانا جائے گا جبکہ وہ اس کا اہل ہو جائے۔ اور اس حدیث کے رواۃ میں یہ شرط پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس کو راوی کی کم عمری کے باعث ضعیف کہنا غلط ہے۔

ومن المهمِّ معرفةُ سِنِّ التَّحَمُّلِ والأداءِ، والأصحُّ اعتبارُ سنِّ التَّحمُّلِ بالتَّمييزِ، هذا في السَّماعِ... وأمَّا الأداءُ، فقد تقدَّمَ أنَّه لا اختصاصَ له بزَمنٍ مُعيَّنٍ، بل يُقيَّدُ بالاحتياجِ والتأهُّلِ لذلك. وهو مُختَلِفٌ باختِلافِ الأشخاصِ. (نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، ص۱۳۶، الناشر: مطبعة الصباح، دمشق)

ختم شد